بدعت کیا ہے؟

اُمِ عبدِ مُنیب

مشربہ علم و حکمت
ندیم ٹاؤن ڈاکخانہ اعوان ٹاؤن لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بدعت کیا ہے؟

امِ عبدِ منیب

مشربہ علم و حکمت

ندیم ٹاؤن ڈاکخانہ اعوان ٹاؤن لاہور

0321-4609092

اہتمام	محمد عبد منیب
ناشر	مشربہ علم وحکمت
اشاعت اول	شعبان ۱۴۲۸ھ
اشاعت دوم	جمادی اولی ۱۴۲۹ھ
قیمت	[illegible]:00

ناشر: مشربہ علم وحکمت (دارالشکر)

ندیم ٹاؤن ملتان روڈ لاہور۔ پاکستان 0321-4609092 0300-4270553

ڈسٹری بیوٹر: دارالکتب السلفیہ

(4 شیش محل روڈ لاہور۔ پاکستان 54000) Ph:092-042-7237184

فہرست

بدعت کیا ہے؟ 6
دینی اور دنیوی امور میں بدعت کی حیثیت 6
سنت کیا ہے؟ 8
سنت اور بدعت میں فرق 9
بدعت کے نقصانات 10
بدعات دین میں اضافہ 10
اللہ کے علم کی تنقیص 10
ختمِ نبوت پر عدمِ اعتماد 11
امت میں تفرقہ کا باعث 11
دین کا حلیہ بگاڑنے کی کوشش 12
بدعت بدترین گناہ 12
اللہ تعالیٰ بدعتی کا عمل قبول نہیں کرتا 13
بدعتی پر لعنت 13
بدعتی کے حمایتی پر بھی لعنت 14
بدعت رائج کرنے والے پر ہر بدعتی کا گناہ 15
بدعتی کا امت میں سے اخراج 15
آبِ کوثر سے محرومی 16
بدعت سے ہر صورت اجتناب 17
دورِ حاضر میں بدعات کے فروغ کے اسباب 18
سنت سے ناواقفیت 18
سنت پر عدمِ عمل 19

اندھی تقلید 20

پیٹ پوجا 20

بزرگوں سے عقیدت میں غلو 22

خود ساختہ نیکیوں کا اچھا لگنا 23

بدعتِ حسنہ اور بدعتِ سیئہ 25

⊙ بدعت کے بھائی بند دوسرے گناہ 29

شرک 29

ریا 31

بدعت اور غلو 33

⊙ مروّجہ بدعات 35

طہارت، وضو، غسل سے متعلق 35

نماز سے متعلق بدعات 37

اذان میں بدعات 40

قرآنِ حکیم سے متعلق بدعات 40

دعا میں بدعات 43

رمضان، روزے اور اعتکاف کی بدعات 48

حج کی بدعات 50

میت، جنازے اور قبر سے متعلق بدعات 51

عشقِ رسول سے متعلق بدعات 52

جشن، تہوار اور تقریبات سے متعلق بدعات 55

تصوف اور ولایت، خدارسیدہ شخصیات سے متعلق بدعات 55

کشف، الہام یا خوابوں پر دین کی بنیاد رکھنا 60

⊙ کیا تفہیم وتدریس دین کے ذرائع بدعت ہیں؟ 61

⊙ سنت وبدعت کے موضوع پر چند مفید کتب 63

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سخنِ وضاحت

زیرِ نظر تحریر جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے بدعت کے متعلق ہے۔ اس قسم کے مشکل اور دقیق موضوعات پر لکھنے کا میں اپنے آپ کو اہل نہیں سمجھتی۔ علمائے کرام کی اس موضوع کے متعلق بہت سی جامع اور مفید کتب موجود ہیں۔

ہوا یوں کہ خواتین کے تفہیم دین سے متعلق ایک اجتماع میں مجھے منتظمات کی طرف سے ''بدعت کیا ہے'' موضوع دیا گیا۔ اس پر جب چند کتابیں پڑھیں، کچھ نکات لکھے تو منتظمات ہی میں سے بعض خواتین نے یہ ترغیب دی کہ اسے تحریری شکل میں بھی محفوظ کر دیا جائے۔ ممکن ہے لوگوں کے لیے یہ فائدہ مند ثابت ہو۔ چناں چہ اب یہ جو کچھ ہے قارئین کے سامنے ہے۔ اس موضوع کے لیے ان علمائے کرام کی ممنونِ احسان ہوں جن کی کتب سے میں نے استفادہ کیا۔

اللہ تعالیٰ انھیں جزائے کثیرہ عطا کرے اور میرے لیے بھی اس تحریر کو دنیا و آخرت میں نافع بنائے، آمین۔

اُمِ عبدِ منیب

رمضان: ۱۴۲۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بدعت کیا ہے؟

بدعت کا مطلب ہے بغیر کسی مثال کے کسی چیز کو وجود میں لانا۔ اللہ تعالیٰ کا اسم ''بدیع'' اسی سے ہے یعنی بغیر کسی مثال اور نمونے کے آسمان وزمین اور تمام اشیاء تخلیق کرنے والا۔

شرعی اصطلاح میں وہ کام جسے ثواب یا برکت کا باعث اور نیکی سمجھ کر کیا جائے لیکن شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہ ہو۔ یعنی نہ تو یہ کام خود رسول اللہ ﷺ نے کیا ہو اور نہ ہی کسی کو کرنے کا حکم دیا، نہ ہی اسے کرنے کی کسی کو اجازت دی۔

دینی اور دنیوی امور میں بدعت کی حیثیت

بدعت صرف وہ امور ہیں، جنھیں نیکی سمجھ کر یا باعثِ ثواب، حصولِ برکت اور اللہ کے تقرب کا ذریعہ سمجھ کر کیا جائے اور انہیں رسول اللہ ﷺ نے نہ کیا، نہ اس کی کسی کو اجازت دی۔

اس کے برعکس جو کام رسول اللہ ﷺ نے ایک بشر کی حیثیت سے بشری ضروریات پوری کرنے کے لیے کیے، آپ ﷺ نے جو وسائل یا ضروریاتِ زندگی استعمال کیں، دنیوی امور میں آپ ﷺ نے جو تدبیریں اختیار کیں ان میں قیامت تک نئے وسائل، نئی چیزیں اور نئے تجربوں سے فائدہ اٹھانا بدعت نہیں۔ کیوں کہ ان کے استعمال میں کسی کی نیت یہ نہیں ہوتی

کہ یہ چیزیں، وسائل یا تجربے باعثِ ثواب، حصولِ برکت یا تقربِ الٰہی کا ذریعہ ہیں۔ مثلاً رسول اللہ ﷺ کے دور میں جو چیزیں کھانے کے لیے دستیاب تھیں آپ ﷺ نے وہی کھائیں۔ لہٰذا ہر انسان کو اپنے اپنے دور میں کھانے پینے کو جو کچھ دستیاب ہوگا وہی کھائے گا اور اس کا یہ عمل بدعت نہیں کہلائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے کمانے کے معاملے میں یہ پابندی عائد کردی ہے کہ وہ حلال ذریعے سے کمائے اور حلال چیز ہی کھائے۔ اس پابندی کا خیال رکھنا ہر مسلمان پر ہر دور میں واجب ہے۔ ایک مسلمان کو کھانے کے مسنون آداب کا بھی خیال رکھنا چاہیے لیکن اگر وہ کمانے کھانے میں کسی سنت کو ترک کردے یا کسی ادب کا اپنی طرف سے اضافہ کردے تو اس میں اس کی یہ نیت نہیں ہوتی کہ اس طرح اسے ثواب ہوگا، برکت ملے گی یا تقربِ الٰہی حاصل ہوگا۔

اس کے برعکس اگر کوئی شخص کھانے پر ختم پڑھتا ہے یا وہ کھانا قل، دسویں، چالیسویں، گیارھویں، یا میلاد النبی وغیرہ سے منسوب کردیتا ہے تو اس کا یہ فعل بدعت کہلائے گا کیوں کہ اس کھانے میں نیت بشری ضرورت پورا کرنا نہیں بلکہ اس کھانے کو حصولِ برکت، حصولِ ثواب یا تقربِ الٰہی کے لیے تیار کرنا اور کھانا ہے۔

اسی طرح اگر کوئی شخص ایسا بستر، چارپائی، برتن، فرنیچر، لباس، مکان، سامانِ جنگ، مشینیں، آلاتِ صنعت وحرفت، سامانِ زراعت وغیرہ استعمال کرتا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نہیں تھے یا آپ ﷺ نے

استعمال نہیں کیے تو اس شخص کا یہ فعل بدعت نہیں کہلائے گا۔ کیوں کہ یہ سب دنیا میں زندگی گزارنے کے وسائل اور ضروریات پوری کرنے کے ذرائع ہیں۔ البتہ ان سب میں حلال وحرام کا خیال رکھنا ہر مسلمان پر تاقیامت واجب ہے۔

سنت کیا ہے؟

قرآنِ حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس کلام میں عربی زبان کے الفاظ استعمال کیے گئے لیکن ان الفاظ کو رسول اللہ ﷺ کی بیان کردہ تشریح نے اور آپ ﷺ کے عمل نے ایک خاص شکل دے دی اس خاص شکل کا نام سنت ہے۔ سنت میں کسی شخص کو نہ تو تبدیلی کرنے کا حق ہے نہ ہی رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں نئی تشریح کرنے کا حق ہے۔ نہ ہی کسی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ یہ سمجھے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی بیان کردہ تشریح کو چھوڑ کر اپنی ''عقل'' سے کام لے کر قرآنِ حکیم کو سمجھ سکتا ہے۔

قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ نے بار بار سنت کی اہمیت کی یاد دہانی مختلف انداز میں کرائی۔ فرمایا:

﴿ وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ [النور: ٥٦]

''نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

﴿ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ [النساء: ٨٠]

"جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے حقیقت میں اللہ کی اطاعت کی۔"

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ [آل عمران: ٣١]

"اے نبی! ان سے کہہ دو اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں کو معاف کر دے گا اور اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔"

سنت اور بدعت میں فرق

حاصل یہ کہ سنت یہ ہے کہ جو کام رسول اللہ ﷺ نے جس طریقے سے کیا اور جس وقت کیا، اسی طریقے سے، اسی وقت وہ کام کیا جائے۔

جب کہ بدعت یہ ہے کہ کسی ایسے کام کو ثواب، برکت اور تقربِ الٰہی کا باعث سمجھ کر کیا جائے جو سنت سے ثابت نہیں ہے۔

❁❁❁❁

بدعت کے نقصانات

بدعت کے کام کرنے سے انسان کے عقیدے میں لاشعوری طور پر ایسی خامیاں اور نقص واقص ہو جاتی ہیں کہ اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان کی عمارت گرنے لگ جاتی ہے۔ ان میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں:۔

بدعات دین میں اضافہ

ارشادِ ربانی ہے:

﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا﴾ [المائدہ:۳]

”آج ہم نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔“

کسی بدعت کو رواج دینے والا شخص گویا یہ باور کراتا ہے کہ دین مکمل نہیں ہوا اس میں فلاں چیز کی کمی رہ گئی تھی اسے میں نے ایجاد کر کے پورا کر دیا۔

اللہ کے علم کی تنقیص

بدعت کرنے والا نیا کام جاری کرکے اصل میں اللہ پر یہ الزام عائد کرتا ہے کہ اس کا یہ دعویٰ کہ دین مکمل ہو چکا جھوٹا ہے۔

نیز جو دین اللہ نے دیا وہ ناقص تھا اس میں اس نیک کام (بدعت) کا اضافہ کر کے میں نے یہ کمی پوری کر دی۔

عقیدۂ ختم نبوت پر عدم اعتماد

بدعت رائج کرنے والا یہ باور کراتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نعوذ باللہ یہ نیک کام (بدعت) بتانا بھول گئے۔ اس طرح عقیدہ ختم نبوت پر عدم اعتماد کیا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع پر صحابہ کرام سے فرمایا: تم سے روزِ قیامت میرے بارے پوچھا جائے گا تو تم کیا جواب دو گے؟ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم گواہی دیں گے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے تمام پیغامات ہم تک پہنچا دیے، حق ادا کر دیا اور امت کی پوری پوری خیر خواہی فرما دی۔ اس پر آپ نے آسمان کی طرف انگشتِ شہادت اٹھا کر فرمایا: اَللّٰھم اشھَدْ، اَللّٰھم اشھَدْ (اے اللہ گواہ رہنا! اے اللہ گواہ رہنا) [یہ طویل حدیث کے درمیان کا ایک حصہ ہے۔ دیکھیے: صحیح مسلم، کتاب الحج، باب حجۃ النبی ﷺ]

امت میں تفرقہ کا باعث

بدعت رائج کرنے والے کو یہ بدعت سنت سے بھی زیادہ اچھی لگتی ہے۔ وہ لوگوں کو اس نئے رواج کی طرف مائل کرتا ہے جو لوگ اس نئے رواج کو قبول نہیں کرتے انھیں وہ اپنے سے کم تر مسلمان، شدت پسند یا منافق اور حصولِ ثواب سے بے رغبتی رکھنے والا سمجھتا ہے۔ آہستہ آہستہ وہ سنت پر جمے رہنے والوں سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ نتیجہ یہ کہ اسلامی اخوت

اور وحدت پارہ پارہ ہوجاتی ہے اور امت کے مختلف فرقے بننے لگتے ہیں جب کہ اتحادِ امت فرض ہے۔ارشاد ہے:

﴿ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا ﴾ [آلِ عمران: ١٠٣]

''اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور متفرق نہ ہوجاؤ۔''

دین کا حلیہ بگاڑنے کی کوشش

دین میں کوئی نیا کام (بدعت) جاری کرنے والا جب اپنی طرف سے دین میں پیوند کاری کرتا ہے تو اصل دین کا حسن گہنا جاتا ہے۔ وہ بدبخت سنت کے کھرے، سچے، خالص اور شفاف امور میں بدعت کے چھینٹے ڈال کر اسے گدلا کرنا چاہتا ہے۔ اگر یہ بدعت عام ہوجائے تو لوگ اسے دین کا حصہ سمجھنے لگتے ہیں۔ اس طرح اصل دین پیچھے رہ جاتا ہے اور بدعت غالب آجاتی ہے۔

بدعت بدترین گناہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

'' أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الامور محدثاتها وكل بدعة ضلالة (وكل ضلالة في النار) .'' [صحيح مسلم، كتاب الجمعه: ٨٦٧]

قوسین والے الفاظ ابونعیم نے روایت کیے ہیں۔

"حمد وثنا کے بعد یاد رکھو کہ بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے اور بدترین کام دین میں نئی بات ایجاد کرنا ہے، اور ہر بدعت (نیا کام) گمراہی ہے، اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔"

ضلالت ہدایت کی ضد ہے، جب انسان سنت پر عمل کرتا ہے تو وہ ہدایت پر ہوتا ہے لیکن بدعت اختیار کر کے گمراہی کے گڑھے میں گر جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ بدعتی کا عمل قبول نہیں کرتا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من احدث فی امرنا هذا فهو ردّ . [مسلم، کتاب الاقضية، باب نقض احكام الباطله ورد محدثات الامور: ٦٧١٨۔ بخاری: ٢٦٩٧۔ ابوداود: ٤٦٠٦]

"جس نے ہمارے اس امر (دین) میں نیا کام جاری کیا پس وہ کام مردود ہے۔"

بدعتی پر لعنت

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کے فضائل بیان کرتے ہوئے فرمایا:

مَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حدثًا او اوىٰ مُحدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ للّٰه منه صرفًا وعدلًا .

[صحیح مسلم، عن علی رضی اللہ عنہ باب فضل المدینہ، ح:۸۳۳]

''...... جو شخص یہاں (مدینہ میں) بدعت (نیا کام) جاری کرے یا بدعتی کو پناہ دے، اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سارے لوگوں کی لعنت ہے۔ قیامت کے روز اللہ نہ اس کا کوئی فرض قبول کرے گا نہ نفل۔''

بدعتی کے حمایتی پر بھی لعنت

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

'' لَعَنَ اللّٰہ مَنْ ذبح لغیر اللّٰہِ ولَعن اللّٰہ مَن سَرق مُنارَ الْارضِ وَلعن اللّٰہ مَن لَعن والدہٖ وَلعن اللّٰہ مَن اٰویٰ مُحْدِثًا .'' [صحیح مسلم، کتاب الاضاحی، باب تحریم الذبح لغیر اللہ]

''اللہ نے اس شخص پر لعنت کی ہے جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرے، اللہ نے لعنت کی اس پر جو زمین کی حدیں تبدیل کرے، اللہ نے لعنت کی اس پر جو اپنے والد پر لعنت کرے اور اللہ نے لعنت کی اس پر جو کسی بدعتی کو اپنے ہاں پناہ دے۔''

دراصل دین میں کوئی نیا کام جسے نیکی اور باعثِ ثواب سمجھ کر کیا جاتا ہے، رائج ہی تب ہوتا ہے جب یہ کام رائج کرنے والے کو اپنے ساتھی اور مددگار مل جائیں۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبردار کر دیا کہ بدعت رائج کرنے والے کو نہ پناہ دو نہ اس سے دوستی کرو، نہ اس کی حمایت کرو ورنہ تم بھی اس کے اس لعنتی کام میں برابر شریک ٹھہرو گے۔

بدعت رائج کرنے والے پر ہر بدعتی کا گناہ

کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف مزنی کہتے ہیں، مجھ سے میرے باپ نے اور میرے باپ سے میرے دادا نے روایت کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَن احیا سنة مِن سنتِی فعمِل بِها النّاسُ کانَ له' مثْلُ اَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا یَنْقُصُ مِنْ اُجُورِهِمْ شیئا وَمنِ ابْتدعَ بدعةً فعمِل بها کانَ علیهِ اَوْ زارُ مَن عمِل بها لا یَنْقُصُ مِن اوزار مَن عمِل بها شَیئا . [صحیح سنن ابن ماجه، الجزء الاول: ۱۷۳ بحواله اتباع السنه از محمد اقبال کیلانی]

”جس نے میری سنتوں میں سے کوئی سنت زندہ کی اور لوگوں نے اس پر عمل کیا تو سنت زندہ کرنے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا اس سنت پر عمل کرنے والے تمام لوگوں کو ملے گا جب کہ لوگوں کے اپنے ثواب میں سے کوئی کمی نہیں کی جائے گی اور جس نے کوئی بدعت جاری کی اور پھر اس پر لوگوں نے عمل کیا تو بدعت جاری کرنے والے پر ان تمام لوگوں کا گناہ ہوگا جو اس بدعت پر عمل کریں گے جب کہ بدعت کرنے والے لوگوں کے اپنے گناہوں کی سزا میں سے کوئی چیز کم نہیں ہوگی۔“

بدعتی کا امت سے اخراج

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین صحابی ازواجِ مطہرات کے گھروں میں

حاضر ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کی عبادت کے میں بارے سوال کیا۔ جب انھیں بتایا گیا تو صحابہ نے آپس میں کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں ہم کہاں، ان کے تو اللہ نے اگلے پچھلے گناہ معاف کردیے۔ ان میں سے ایک نے کہا میں ہمیشہ ساری رات نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا، میں ہمیشہ روزہ رکھا کروں گا۔ تیسرے نے کہا، میں عورتوں سے الگ رہوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ کو اس کی خبر دی گئی تو آپ نے ان صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا: انھوں نے اقرار کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

وَاللّٰهِ اِنّی لَاَخشاکم للّٰه وَاتقاکم له ولٰکنّی اَصوم واُفطِرُ واُصلّی وارْقُدُ واَتزوّجُ النّسَاءَ فمنْ رغِبَ عَنْ سنّتی فلَیْسَ منّی . [بخاری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح]

''اللہ کی قسم! میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ پرہیز گار ہوں لیکن میں روزہ رکھتا ہوں، ترک بھی کرتا ہوں، رات کو قیام بھی کرتا ہوں، سوتا بھی ہوں۔ میں نے عورتوں سے نکاح بھی کیے ہیں، یاد رکھو جس نے میری سنت سے منہ موڑا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔''

آبِ کوثر سے محرومی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں حوضِ کوثر پر تمہارا پیش رو ہوں گا۔ جس نے حوضِ کوثر کا پانی ایک

بار پی لیا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ وہاں کچھ لوگ ایسے بھی آئیں گے جنہیں میں پہچانوں گا (اور سمجھوں گا کہ یہ میرے امتی ہیں) اور وہ مجھے پہچانیں گے (کہ میں ان کا رسول ہوں) پھر ان کو میرے پاس آنے سے روک دیا جائے گا۔ میں کہوں گا کہ یہ تو میرے امتی ہیں (پھر انہیں کیوں روکا جارہا ہے) مجھے بتایا جائے گا کہ آپ ﷺ نہیں جانتے ان لوگوں نے آپ کے بعد کیسی کیسی بدعتیں (دین میں ثواب سمجھ کر نئے کام) رائج کیے۔ میں کہوں گا۔ سُحقًا سُحقًا غیّر بعدی ''دوری ہو، دوری ہو ایسے لوگوں کے لیے جنہوں نے دین کو میرے بعد بدل دیا۔''

بدعت سے ہر صورت اجتناب

بدعت کتنا بڑا گناہ ہے، اس کے کیسے کیسے مہلک اثرات ہوتے ہیں، اور اس کی سزائیں کس قدر دردناک ہیں؟ انہی کے پیشِ نظر رسول اللہ ﷺ نے بدعت سے بچنے کی خصوصی ہدایت کی۔

عرباض رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِیَّاکُمْ وَالْبِدَعِ ''لوگو! بدعات سے بچو۔'' [کتاب السنہ للالبانی، الجزء الاول، رقم الحدیث: ۳٤ بحوالہ اتباع السنہ محمد اقبال کیلانی]

ایک روایت میں اس طرح ارشاد ہے:

وَاِیّاکم والْاُمورِ والْمُحْدَثاتِ فَاِنّ کل بِدْعة ضلالة . [صحیح سنن ابن ماجه للالبانی، الجزء الاول، ح: ٤٠]

''دین میں نئی چیزوں سے بچو، اس لیے کہ ہر نئی بات گمراہی ہے۔''

دورِ حاضر میں بدعات کے فروغ کے اسباب

سنت سے ناواقفیت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴾ [آلِ عمران: ۱۳۲]

"اطاعت کرو اللہ کی اور رسول ﷺ کی تا کہ تم رحم کیے جاؤ۔"

﴿ وَ مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَ مَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴾ [الحشر:۷]

"اور جو کچھ رسول ﷺ تمہیں دے وہ لے لو اور جس سے تمہیں روک دے اس سے رک جاؤ اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔"

﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴾ [الاحزاب:۲۱]

"(مسلمانو!) تمہارے لیے اللہ کے رسول (کی ذات میں) بہترین نمونہ ہے جو بھی اللہ اور یومِ آخرت کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بکثرت یاد کرتا ہو۔"

جیسا کہ پہلے وضاحت ہو چکی کہ اللہ کے کلام کی جو تشریح اور اس پر عمل

کا جو اسلوب رسول اللہ ﷺ نے اختیار کیا اسی کا نام سنت ہے۔ ایک مسلمان سنت کو معلوم کیے بغیر نہ توحید کی حقیقت سے واقف ہوسکتا ہے، نہ نماز، روزے، حج اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے طریقے سے، نہ ہی وہ سیاسی معاملات کو تابع فرمانِ الٰہی کرسکتا ہے اور نہ معیشت و معاشرت کو، غرض قدم قدم پر اور لمحہ لمحہ مسلمان کو رسول اللہ ﷺ کی سنت سے واقفیت حاصل کرنا ضروری ہے۔

دورِ حاضر میں آپ کی سنت کی بجائے جس قوم کا بھی کوئی طریقہ، رسم، رواج اچھا لگے، نفس کو پسند آئے، جس قوم کا قانون نفس کو پسند آئے یا پارلیمنٹ جسے اپنی من مانی سے پاس کرلے اسے اختیار کرلیا جاتا ہے۔ لوگ سنت سے واقفیت حاصل کرنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے نتیجہ یہ کہ دین چند مراسم کا مجموعہ بن چکا ہے، اور وہ مراسم بھی سنت کے مطابق نہیں بلکہ ان لوگوں سے سیکھے جاتے ہیں جو خود دین سے ناواقف ہیں۔ جب سنت کی اہمیت کا شعور اور اس سے واقفیت ہی نہ ہو تو ایسے میں بدعات کے پھلنے پھولنے کے لیے فضا سازگار ہوجاتی ہے۔

سنت پر عدمِ عمل

جن لوگوں کو سنت سے واقفیت ہے وہ بھی سنت پر عمل کی بجائے معاشرے میں رائج عادات، طریقے اور قانون پر عمل پیرا ہیں اور وہ سنت کو جو عملی طور پر اہمیت دینا چاہیے وہ اہمیت دینے کے لیے عملاً کوشش ہی نہیں کرتے، نتیجہ یہ کہ لوگ سنت کی بجائے بدعات کو تو آئے روز دیکھتے رہتے ہیں لیکن سنت ان کی نظروں سے اوجھل رہتی ہے۔

اندھی تقلید

لوگ جو کچھ بھی دین کے نام پر اپنے آباء واجداد، معاشرے کے لوگوں کو کرتے ہوئے دیکھتے ہیں اسی کو دین سمجھ کر اپنے سینے سے لگا لیتے ہیں۔ اگر کبھی انہیں کوئی اصل حقیقت سے آگاہ کرے بھی تو اسے ''وہابی'' وغیرہ کہہ کر اس کی بات کو دبانے اور بے اثر کرنے پر پورا زور لگایا جاتا ہے۔

پیٹ پوجا

دنیا کمانے، معاشرے میں اپنا اثر ورسوخ اور رعب داب قائم کرنے کے لیے اکثر لوگ قرآن وسنت کے گہرے مطالعہ کے بغیر ہی مسندِ ارشاد پر بیٹھ جاتے ہیں۔

آپ نے غور کیا ہوگا کہ ختم، برسی، قل، دسواں، چالیسواں، ان امام مسجدوں کے طفیل جاری ہے جو لوگوں کو ان رسموں کے گھڑے گھڑائے فضائل بھی سناتے رہتے ہیں اور ساتھ ساتھ لواحقین کو یہ ڈراوا بھی دیتے ہیں کہ اگر وہ اس طرح ''ایصالِ ثواب'' نہیں کریں گے تو ان کا مردہ سخت عذاب میں رہے گا۔ اس کی روح بھٹکتی رہے گی، اس کے چھٹکارے کی یہی صورت ہے کہ ختم خوانیاں کروائی جائیں۔ ان تمام ختموں میں فیس، جوڑے کپڑے، پھل، چنے، مٹھائی اور چالیس روز تک ختم کے نام پر رنگا رنگ کھانے کون سمیٹتا ہے؟ یقیناً یہی امام مسجد!

گیارہویں، عید میلاد النبی، شب برات، شب معراج کی راتوں کو اجتماعی نوافل، قرآن خوانی، مسجدوں اور مزاروں پر چراغاں، جھنڈیاں لگانے،

نعت خوانی اور میلاد خوانی کی محافل میں پیش پیش یا تو سیاسی لوگ ہوتے ہیں جو عوام میں غریب پرور، نیک نام، دین دار کہلوا کر ان سے ووٹ حاصل کرنے کے داؤ پیچ لڑاتے رہتے ہیں یا پھر وہ منچلے جنہیں چندے اکٹھے کر کے جھنڈیاں لگانے، چراغاں کرنے، نعت خوانی، میلاد خوانی اور محفلِ سماع و محفلِ ناچ رنگ جمانے، بھنگڑا ڈالنے اور ختم شریف کے چاول، پھل، مٹھائیاں کھانے کھلانے کا کام کر کے آوارہ گردی اور آوارہ نظری کا چسکا پورا کرنے کا ایک ایسا موقع مل جاتا ہے جس میں انہیں کوئی مطعون بھی نہیں کرسکتا۔ نیز وہ یہ سب کام لوگوں کی جیبوں سے زبردستی پیسے نکلوا کر یا انہیں خود ساختہ ''نیکی'' کا فریب دے کر ان سے مال بٹور کر کرتے ہیں۔ حسنِ اتفاق سے انہیں ایسے مولوی، گویے، نچیے اور عوام بھی مل جاتے ہیں جو اس کام میں ان کا پورا پورا ساتھ دیتے ہیں۔ یہی لوگ بسنت، ویلنٹائن ڈے، نیو ائیر، جشنِ آزادی اور ہر عرس اور میلے میں بھی پیش پیش ہوتے ہیں۔

ان بدعات کے فروغ میں ان نام نہاد مسلمانوں کا بھی ہاتھ ہے جو ہاتھ میں تسبیح پکڑے لمبے لمبے ورد وظیفے کرتے نظر آتے ہیں۔ اجتماعی درود خوانی کرنا، گٹھلیاں پڑھنا، کسی نہ کسی دن سے کوئی نسبت ڈھونڈھ کر اس روز روزہ رکھنا، حج کر کے حاجی کہلانا، خود ساختہ درود اور وظائف پڑھنا اور دوسروں کے سامنے ان وظائف کے فضائل اور کرامات بیان کرنا، ساز و رنگ اور شراب و کباب کے ساتھ نعتیں پڑھ کر اور نامِ محمد پر انگوٹھے چوم کر خود کو عاشقِ رسول ثابت کرنا، اپنے گناہوں کو ''نیکی'' کے پردے میں چھپانے کا

ایک داؤ ہوتا ہے۔ وہ عوام میں بہت نیک، ولی، پہنچی ہوئی شخصیت بن جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ لوگ کیبل پر بھی شوق فرماتے ہیں اور تھیٹروں، کلبوں اور پیشہ ور عورتوں سے بھی راہ و رسم رکھتے ہیں۔ مایوں، مہندی کی رسومات میں ہندوؤں کو بھی مات دے دیتے ہیں۔ رشوت، ڈاکہ، جھوٹ، فریب، غبن سب قبیح عادات ان کو مرغوب ہوتی ہیں۔ مغرب و مشرق کے ہر بے حیا فیشن اور رواج کو یہ لوگ ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں۔

قبوری بدعات کے فروغ میں وہ لوگ بھی نمایاں ہیں جو گدی نشین، سجادہ نشین، مجاور، ملنگ، مجذوب کہلوانا پسند کرتے ہیں۔ عوام کی اکثریت ان کی عقیدت، ارادت، غلامی اور نسبت پر فخر کرتی ہے، وہ ان کی جھولی میں نذر، نیاز، چڑھاوے، دودھ پتر، چراغی ڈال کر آستانہ عالیہ پر سلام کر کے یہ سمجھ لیتی ہے کہ انہوں نے ان بزرگوں کی شفاعت اپنے نام بک کرالی ہے۔ اب شراب پیو یا چرس، قتل کرو یا چوری، لوگوں کی عورتیں بھگا لے جاؤ یا ان کے درشن سے اپنی آنکھیں سینکو، رشوت لو یا ملاوٹ اور خیانت کرو غرض جو گناہ چاہے کرو، جنت کی سیٹ تو پکی ہو چکی۔

بزرگوں سے عقیدت میں غلو

ہمارے معاشرے میں خود ساختہ "بزرگوں" کی بہتات ہے۔ عوام کی اکثریت ان کی عقیدت اور ان کے "پاک" اور "شریف" "کرنی والے" ہونے میں اس قدر لگاؤ رکھتی ہے کہ پاک پتن شریف، کیلیانوالہ شریف، جلال پور شریف اور پھر ان کے جبے شریف، عمامہ شریف، نعلین شریف، غوث

پاک، بی بی پاک دامن، نگاہ پاک، دربار پاک، درگاہ پاک، حجرہ پاک، گولڑہ پاک کے الفاظ اکثر سننے میں آتے رہتے ہیں اور ان کے بورڈ ہر گلی اور محلے میں نظر آتے ہیں۔ جو شخص ان ''پاک'' اور ''شریف'' پیروں اور بزرگوں کو اللہ تعالیٰ کے کلام اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی روشنی میں غلط ثابت کرے یا ان کی کسی غلطی کو غلطی کہہ دے تو وہ اس شخص کو معتوب قرار دے دیتے ہیں، بزرگوں کی توہین کرنے والا، گستاخ، کافر، مرتد، لعنتی اور نہ جانے کیا کیا برے القاب اس پر جڑ دیے جاتے ہیں۔

خودساختہ نیکیوں کا اچھا لگنا

بدعات کے فروغ کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ بعض لوگ دینی علم، فہم اور بصیرت تو نہیں رکھتے لیکن انہیں نیکی پرکشش لگتی ہے۔ شیطان انہیں قرآن وسنت کی متعین کردہ نیکیوں کی بجائے خود ساختہ یا خود پسند نیکیوں کے جال میں پھنسانے کی کوشش کرتا ہے۔ پھر جب ایک بار کوئی شخص کسی خود ساختہ نیکی کے جال میں پھنس جائے تو اسے اس میں لطف آنے لگتا ہے وہ نیکی کرنے اور ثواب کمانے کی خوش فہمی میں یہ بھول جاتا ہے کہ یہ نیکی نہیں بلکہ بدعت ایسا قابلِ نفرت گناہ ہے۔ نیز اسے قرآن وسنت کا زیادہ علم اور فہم وبصیرت بھی نہیں ہوتی۔ لہٰذا وہ یہ سمجھنے سے بھی قاصر ہوتا ہے کہ یہ شریعت کی مطلوب نیکی نہیں بلکہ مسترد کردہ گناہ ہے۔ قرآنِ حکیم میں ارشاد ہے:

﴿ وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ

ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيۡنًا﴾ [الاحزاب:٣٦]

”کسی مومن مرد اور مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے میں فیصلہ کر دے تو پھر اسے خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔“

حاصل یہ کہ عبادات ہوں یا معاملات جو فیصلہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے کر دیا ایک صاحب ایمان اس کے خلاف کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا، کیوں کہ یہ کھلم کھلا گمراہی ہے۔

خود ساختہ نیکی اور عبادت سے رسول اللہ ﷺ نے سختی سے منع کیا ہے، چناں چہ تین صحابہ رضی اللہ عنہم نے جب آپ ﷺ کی عبادت کے بارے سنا تو کہا کہ اللہ نے آپ کے تو اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ ہمارا آپ ﷺ کا کیا مقابلہ؟ ان میں سے ایک نے کہا میں رات بھر عبادت کیا کروں گا اور سوؤں گا نہیں۔ دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا اور کبھی روزہ نہیں چھوڑوں گا۔ تیسرے نے کہا میں نکاح نہیں کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ کو ان کی اس بات کی خبر دی گئی تو آپ ﷺ نے ان صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

”اللہ کی قسم! میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور پرہیز گار ہوں لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور نہیں بھی رکھتا۔ میں رات عبادت بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں نے عورتوں سے نکاح

بھی کیے ہیں۔ پس جس نے میری سنت سے روگردانی کی اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔

[صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح]

نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہشات میری لائی ہوئی چیز کے تابع نہ ہوجائیں۔''

[البغوی فی شرح السنه: ۲۱۲، ۲۱۳، کتاب الاعتصام بالسنه]

لہٰذا ایک مسلمان کو چاہیے کہ جو عبادات یا نیکیاں اسے مرغوب ہیں لیکن وہ سنت سے ثابت نہیں ہیں، انھیں فی الفور چھوڑ دے اور توبہ کرے۔ پہلی قوموں کی تاریخ گواہ ہے کہ انھوں نے اپنی خود ساختہ اور خود پسند نیکیوں کو اختیار کیا تو گمراہی وہلاکت کے گڑھے میں جاگریں۔

بدعتِ حسنہ اور بدعتِ سیئہ

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں: بدعتِ حسنہ (اچھی بدعت) اور بدعتِ سیئہ (بری بدعت)۔ بدعتِ حسنہ کو اختیار کرلینا چاہیے اور بدعتِ سیئہ سے دور رہنا چاہیے۔

جب کہ رسول اللہ ﷺ کے متعدد ارشادات میں بدعت پر وعید بھی موجود ہے اور اس سے بچنے کی تاکید بھی۔ لیکن آپ نے اپنی زبان سے بدعتِ حسنہ اور بدعتِ سیئہ کی تفریق بیان نہیں کی بلکہ فرمایا:

کل بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار .

”ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے۔“ [صحیح سنن ابی داود للالبانی :۳۸۵۱]

بعض لوگ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ بعض کام رسول اللہ ﷺ کے بعد صحابہ نے بھی جاری کیے۔ اگر بدعت گمراہی ہے تو انہوں نے ایسا کیوں کیا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کے طریقے کو اپنانے کا خود حکم دیا ہے۔ چناں چہ ایک حدیث کے آخر میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ......”تم میں سے بہت سے لوگ میرے بعد زندہ رہیں گے اور وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھیں گے، ایسے حالات میں میری سنت پر عمل کرنے کو لازم بنالینا اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو تھامے رکھنا اور اس پر مضبوطی سے جمے رہنا۔ نیز دین میں پیدا کی گئی نئی نئی باتوں سے بچنا کیوں کہ دین میں ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ [صحیح سنن ابی داود للالبانی، الجزء الثالث: ۳۸۵۱]

صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کے ہر طریقے کو غور سے دیکھا، دین کو ٹھیک ٹھیک سمجھا۔ لہٰذا انھوں نے جو کام کیا وہ قرآن وسنت کے مطابق ہی کیا۔

دوسری بات یہ کہ صحابہ کرام نے تو خود دین میں نئے کام جاری کرنے کو بدترین گناہ قرار دیا وہ خود بدعت کیسے کرسکتے تھے۔ چناں چہ ایسے بہت سے واقعات کا ذکر ملتا ہے۔

① ...... نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا فلاں نے آپ کو سلام بھیجا ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: میں

نے سنا ہے کہ اس نے بدعت ایجاد کی ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو اسے میری طرف سے سلام نہ پہنچانا۔ [مشکوٰۃ المصابیح للالبانی، الجزء الاول، رقم الحدیث: ۱۱۶ بحوالہ اتباع السنہ از محمد اقبال کیلانی]

۲...... عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو پتا چلا کہ مسجد میں کچھ لوگ اونچی آواز سے ذکر اور درود شریف پڑھ رہے ہیں۔ آپ ان کے پاس آئے اور کہا "ہم نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کسی کو اس طرح ذکر کرتے اور درود پڑھتے نہیں دیکھا، میں تم کو بدعتی سمجھتا ہوں۔ آپ مسلسل یہ الفاظ دہراتے رہے حتّٰی کہ ان لوگوں کو مسجد سے نکال دیا۔"

[ابو نعیم بحوالہ اتباع السنہ]

۳...... عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: ہر بدعت گمراہی ہے چاہے لوگوں کو وہ کتنی ہی اچھی لگے۔ [سنن دارمی، کتاب الاسمی فی ذم الابتداع بحوالہ اتباع السنہ از محمد اقبال کیلانی]

⊙ کہا جاتا ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعے کی دو اذانیں شروع کیں جب کہ عہدِ رسالت میں صرف ایک اذان ہوتی تھی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہدِ مبارک میں فجر کی دو اذانیں ہوتی تھیں، ایک تہجد پڑھنے والوں اور رمضان میں سحری کھانے والوں کے لیے اور سونے والوں کو ہوشیار کرنے کے لیے کہ فجر ہونے والی ہے اٹھ کر حوائج ضروریہ سے فارغ ہو جائیں۔ دوسری اذان ٹھیک فجر کے وقت نمازِ فجر کے لیے ہوتی تھی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں بلال رضی اللہ عنہ رات کو (جگانے کے لیے) اذان دیتے۔ لہٰذا رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا: ابنِ اُمِ مکتوم رضی اللہ عنہ کی اذان تک سحری کھاتے پیتے رہا کرو کیوں کہ وہ طلوع فجر سے پہلے اذان نہیں دیتے۔

[صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب الاذانِ قبل الفجر]

ان دو اذانوں سے دلیل لے کر عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعے کی دو اذانیں مقرر کیں کیوں کہ آپ کے عہد میں شہر کی آبادی پھیل چکی تھی۔ پہلی اذان اس لیے دی جاتی کہ لوگ نہا دھو کر مسجد میں پہنچنا شروع ہو جائیں اور دوسری اس لیے کہ نمازِ جمعہ اور خطبہ جمعہ شروع ہونے لگا ہے۔

⊙ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے باجماعت پورا رمضان تراویح نماز شروع کی جب کہ عہدِ رسالت میں ایسا نہیں ہوا۔

جواب یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ وہ ہستی ہیں جن کی رائے سامنے آئی تو اس رائے کے مطابق قرآنِ حکیم کی آیات نازل ہوگئیں۔ لہٰذا ان کا عمل قرآن وسنت کے خلاف کیسے ہوسکتا ہے۔

دوسری بات یہ کہ عہدِ رسالت میں رسول اللہ ﷺ نے تین روز تراویح پڑھائی اور پھر روک دی تاکہ فرض نہ ہوجائے یا لوگ اسے فرض سمجھنا نہ شروع کردیں۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد فرض ہونے کا خدشہ جاتا رہا۔ لہٰذا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو الگ الگ تراویح پڑھنے کے بجائے ایک جماعت بن کر پڑھنے پر اکٹھا کردیا۔

بدعت کے بھائی بند دوسرے گناہ

بدعت کی وجہ سے انسان کئی کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے جن میں سے بعض اہم گناہ مندرجہ ذیل ہیں :

شرک

شرک کا مطلب ہے اللہ کی ذات اور صفات میں کسی دوسری مخلوق کو شامل کرنا، چاہے کسی ایک بات میں کسی کی شمولیت سمجھی جائے چاہے بہت سی باتوں میں۔

رب کریم نے دین مکمل کردیا، اب اس میں کسی اضافے یا ترمیم کی ضرورت نہیں لیکن بدعت کرنے والا اللہ کے دین میں حکم جاری کرنے کا ایسا جرم کرتا ہے جس کا اختیار اللہ نے اسے نہیں دیا۔

بعض بدعات تو کھلم کھلا شرک ہوتی ہیں۔ مثلاً: بزرگوں اور پیروں کا توسل، ان سے شفاعت کی امید، قبروں پر سجدہ وسلام، پیر صاحب کے ہر خلافِ شریعت حکم کو بھی واجب الاطاعت جاننا وغیرہ۔

یہودیوں نے بھی کچھ احکام کو اپنی طرف سے گھڑ کر یہ کہا کہ یہ سب حق ہے اور اللہ نے ہی اس کا حکم دیا ہے۔ قرآنِ حکیم میں ارشاد ہے:

﴿ فَوَيۡلٌ لِّلَّذِيۡنَ يَكۡتُبُوۡنَ الۡكِتٰبَ بِاَيۡدِيۡهِمۡ ثُمَّ يَقُوۡلُوۡنَ هٰذَا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ لِيَشۡتَرُوۡا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيۡلًا ؕ فَوَيۡلٌ لَّهُمۡ مِّمَّا كَتَبَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ

وَ وَيۡلٌ لَّهُمۡ مِّمَّا يَكۡسِبُوۡنَ ○ وَ قَالُوۡا لَنۡ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ اَيَّامًا مَّعۡدُوۡدَةً ؕ قُلۡ اَتَّخَذۡتُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ عَهۡدًا فَلَنۡ يُّخۡلِفَ اللّٰهُ عَهۡدَهٗۤ اَمۡ تَقُوۡلُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴾ [البقرہ: ۷۹، ۸۰]

''ان لوگوں پر افسوس ہے جو اپنے ہاتھ سے تو کتاب لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آئی ہے تاکہ اس کے عوض قلیل قیمت حاصل کریں اُن پر افسوس ہے کہ وہ (بے اصل باتیں) اپنے ہاتھ سے لکھتے ہیں اور ان پر افسوس ہے اس لیے کہ وہ ایسے کام کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ دوزخ کی آگ ہمیں نہیں چھوئے گی سوائے چند روز کے، ان سے پوچھیے کیا تم نے اللہ سے وعدہ لے رکھا ہے کہ اللہ اس کے خلاف نہیں کرے گا یا تم ایسی باتیں کہتے ہو جن کا تمہیں مطلق علم نہیں۔''

اسی طرح بدعت گھڑنے والے مسلمان آیات اور احادیث سنا کر انھیں اس طرح زبردستی کھینچ تان کر اپنی بدعت کو جائز قرار دینے کی پگ ڈنڈی تک لاتے ہیں کہ خود عقل اور علم بھی سر پیٹ کر رہ جائیں۔ جیسے مزاروں پر پھول، سہرے، چادریں چڑھانے والے اور چراغ جلانے والے اس حدیث کو پیش کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے۔ آپ نے صحابہ سے فرمایا: ان دونوں قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑی بات پر عذاب نہیں ہو رہا، ان میں سے ایک چغلی کرتا تھا اور دوسرا پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔ پھر آپ نے دو ٹہنیاں درخت کی اتار کر ان دو قبروں پر گاڑ دیں اور

فرمایا شاید کہ جب تک یہ خشک نہ ہوں ان کے عذاب میں کچھ تخفیف ہوجائے۔

بدعت کرنے والے کہتے ہیں آپ ﷺ نے ہری شاخ گاڑی، اس لیے پھول سہرے، گانے، چادریں، چراغ سب کچھ درست ہے پیر صاحب کے مزار پر۔

سوال یہ ہے کہ پیر صاحب تو بقول ان کے دوسروں کو عذاب سے بچاتے اور ان کی دعا وفریاد سنتے ہیں ان کو قبر میں عذاب کیسے ہوسکتا ہے؟ انھیں کیسے خبر ہے کہ صاحب قبر عذاب میں ہے؟

ہری شاخ سے پھولوں، سہروں، چادروں، چڑھاوں اور چراغوں کا کیا جواز ہوسکتا ہے؟

رسول اللہ ﷺ نامعلوم پہلی امتوں کے لوگوں کی قبر پر سے گزرے۔ کیا ان کے پیر بھی نامعلوم اور پہلی امتوں کے لوگ ہیں؟

ریا

بدعات کا سب سے بڑا وصف یہ ہے کہ ان میں ریا پائی جاتی ہے اور ریا ایک ایسا گناہ ہے جس میں شرک شامل ہے۔ کیوں کہ عمل کرنے والا خالص اللہ کے لیے نہیں بلکہ لوگوں کو دکھانے اور ان سے نیک کہلوانے کے لیے عمل کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَن سمّع سمّع اللّٰہ بہٖ ومَن یرائی یرای اللّٰہ بہ .

[بخاری، مسلم، مشکوۃ المصابیح: ٥٣١٦]

”جو شخص شہرت کے لیے کوئی کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے میدانِ حشر میں ذلیل کرے گا اور جو کوئی ریا کاری کے لیے کوئی عمل کرتا ہے اللہ اس کی ریا کاری کو لکھ دیتا ہے۔“

جو لوگ دکھاوے کی نماز پڑھتے ہیں ان کے بارے فرمانِ ربی ہے:

﴿ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ يُرَآءُونَ ﴾ [الماعون: ٤-٦]

”پس ایسے نمازیوں کے لیے خرابی ہے، جو نماز کی طرف سے غافل رہتے ہیں، اور جو ریا کاری کرتے ہیں۔“

جو امورِ سنت ہیں ان میں دکھاوا کم ہوتا ہے یا نہیں ہوتا۔ لیکن بدعت سر سے پیر تک دکھاوے میں ڈوبی ہوتی ہے۔ اکثر بدعات کی خاصیت یہ بھی ہے کہ وہ زیادہ لوگوں کے بغیر ہو ہی نہیں سکتیں۔

غور کیجیے! جہری ذکر...... اجتماعی اعتکاف...... اجتماعی درود...... قرآن خوانی...... گٹھلیوں...... چنوں...... باداموں اور تسبیحوں پر کوئی ذکر...... کلمہ...... آیت یا سورت پڑھنا...... آیت کریمہ کا ختم...... فاتحہ خوانی...... رسمِ قل...... چہلم...... پکی قبریں...... قبروں پر پھول...... چراغاں...... چڑھاوے...... نذر نیازیں...... عرس...... مزاروں پر سلام کے لیے جانا...... نعت خوانی...... ختمِ قرآن کی تقریب...... اجتماعی دعا...... چلہ کشی...... محفل مراقبہ...... حضور کے نام پر انگوٹھے چومنا...... حال اور وجد میں آنا...... صوفیانہ و جوگیانہ حلیہ بنانا...... نمازِ تسبیح کا اہتمام کرنا...... عید میلاد النبی...... شبِ معراج...... شبِ برات...... عاشورہ

محرم منانا...... بیت اللہ یا مزاروں کے کبوتروں کو دانہ ڈالنا...... بزرگوں سے توسل اور تعلقِ ارادت رکھنا ان سب میں دکھاوا پایا جاتا ہے۔

اگر کوئی شخص سنت طریقے کے مطابق تنہا قرآنِ حکیم کی تلاوت کرے اور اس کا ترجمہ وتشریح سمجھے یا تفسیر کا مطالعہ کرے تو اس سے وہ ریا اور واہ واہ نہیں ہوسکتی جو اجتماعی قرآن خوانی کرانے اور ساتھ دیگیں پکا کر کھانے میں ہے۔

اگر کوئی شخص تنہا بغیر کسی کو دکھائے بتائے درود شریف فرمانِ نبی کے عین مطابق پڑھے تو اس میں ریا نہیں ہوسکتی لیکن شیطان چاہتا ہے کہ مسلمان نیکی بھی کرے اور وہ ضائع بھی ہوجائے لہٰذا وہ اجتماعی درود خوانی یا جہری درود کی ترغیب دیتا ہے۔

اگر کوئی شخص قل، دسواں، چالیسواں کرنے اور کسی مرنے والے کی برسی منانے کے بجائے مرنے والے کے ایصالِ ثواب کے لیے مالی صدقہ کردے جو ایصالِ ثواب کی مشروع صورت ہے، نیز اس طرح صدقہ کرے کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق ''دائیں'' ہاتھ سے دے اور بائیں کو بھی خبر نہ ہو۔ [دیکھئے صحیح بخاری، كتاب الزكاة، باب صدقة السر] تو اس صورت وہ ''ریا'' وہ ''نیک نامی'' وہ ''واہ واہ'' اسے نہیں ملتی جو رسمِ قل، اور رسمِ چالیسواں میں دیگیں پکا کر، کارڈ تقسیم کرکے، اخبارات میں اعلان کروا کر ملتی ہے۔

بدعت اور غلو

غلو کا مطلب ہے ''حد پار کر جانا، اندازے سے آگے بڑھ جانا۔''

قرآنِ حکیم میں ارشاد ہے:

﴿لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ﴾ [النساء: ١٧١]

''اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فَاِنَّمَا اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَالْغُلُوَّ . [مسند احمد: ١/ ٢١٥۔ ابو يعلى: ٢٤٧٢۔ ابن خزيمه: ٢٨٦٧۔ ابن حبان: ٣٨٧١]

''دین میں حد سے بڑھ جانے سے بچو بے شک تم سے پہلے لوگ اسی غلو کی وجہ سے ہلاکت میں جا پڑے''۔

انبیاء اور نیک لوگوں کو ان کے مرتبے سے آگے لے جانا اور دین کے دیگر امور میں کسی کام کو اپنی حد سے بڑھا چڑھا کر پیش کرنا غلو کہلاتا ہے۔اور یہ کام بدعت ہی کے ذریعے انجام پاتا ہے۔

مروّجہ بدعات

طہارت، غسل، وضو سے متعلق

✷......کوئی بھی چیز پاک کرتے ہوئے کلمہ شہادت چھ کلمے یا ایمان کی صفتیں پڑھنا:

رسول اللہ ﷺ غسل یا وضو کے وقت کوئی دعا، کلمہ یا آیت نہیں پڑھتے تھے۔ بلکہ آپ ﷺ نے پانی کے بارے میں فرمایا: اِنَّ الْمَاءَ طَهُوْرٌ ۔ ”بے شک پانی پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے۔“ [بلوغ المرام: ۲۔ سنن ابی داود، ترمذی، ابن ماجہ]

اگر پانی نہ ملے تو پھر حکم ربانی ہے: فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا ”تو پاک مٹی سے تیمّم کرلیا کرو۔“ [النساء: ٤٣]

رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی سے فرمایا: كَانَ يَكْفِيْكَ اَنْ تقولُ بِيَدِيكَ هٰكَذَا. ”تمہارے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ اپنے ہاتھ سے اس طرح کرلیتے۔ یعنی دونوں ہاتھوں کو زمین پر مار کر بائیں کو دائیں ہاتھ پر ملتے اور ہاتھوں کی پشت اور چہرے پر وہی ہاتھ مار لیتے۔

[صحیح مسلم، بخاری، بلوغ المرام: ۱۱۰]

✷......وضو کے ساتھ ہر عضو دھوتے وقت دعا پڑھنا: عثمان رضی اللہ عنہ نے

وضو کے لیے پانی منگوایا اور برتن سے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا اور دونوں ہاتھوں کو تین بار دھویا۔ پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا اور کلی کی، ناک صاف کی اور اس میں پانی چڑھایا، پھر اپنا چہرہ تین مرتبہ دھویا اور کہنیوں تک تین مرتبہ بازو دھوئے، پھر سر کا مسح کیا، پھر تین مرتبہ دونوں پاؤں دھوئے پھر فرمایا: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی وضو کی طرح وضو کرتے دیکھا ہے۔''

[بخاری، کتاب الوضو۔ مسلم، کتاب الوضو، باب المضمضه فی الوضو]

رسول اللہ ﷺ کے اس وضو کے طریقے میں کلمہ شہادت یا ہر عضو کی مخصوص دعا کا کوئی ذکر نہیں۔ البتہ وضو کے بعد رسول اللہ ﷺ کلمہ شہادت پڑھتے تھے جس کا ذکر اس حدیث میں ہے: ''اگر کوئی شخص مکمل وضو کر کے یہ دعا پڑھ لے (اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ) تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں کہ جس سے چاہے داخل ہو۔'' [صحیح مسلم، سنن ترمذی لالالبانی، الجزء الاول، رقم الحدیث: ٤٨]

✷......جنابت یا حیض کی حالت میں پہنے ہوئے کپڑے کو ناپاک سمجھنا اور پاکی حاصل کرتے ہوئے ان سب کو دھونا ضروری سمجھنا۔ مثلاً پراندا، پونیاں، چادر، دوپٹہ، بستر، برقع، جرابیں، شلوار، قمیض وغیرہ۔

کپڑے کی صرف اتنی جگہ ناپاک ہوتی ہے جس پر نجاست یا حیض کا خون لگ جائے، اتنی جگہ کو دھو کر اس میں نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ [بخاری:٢٢٧۔ مسلم: ٣/ ١٩٩]

مومن کی ناپاکی کی حالت میں پسینہ یا یہ جسم ناپاک نہیں ہوتا۔ دیکھیے بخاری: ۲۸۳، ۲۸۵۔ مسلم: ۶۷، ابوعوانہ: ۲۷۵ ابوداؤد: ۲۳۱۔

نماز سے متعلق بدعات

⦿ اپنی مادری زبان میں یا کسی بھی زبان میں نماز کی نیت کے الفاظ کہنا مثلاً دو رکعت نماز فرض، منہ طرف کعبے شریف دے، وقت فجر، پیچھے اس امام کے۔

⦿ بعض لوگ نیت کے طور پر یہ آیات پڑھتے ہیں:

﴿ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴾

"جب کہ رسول اللہ ﷺ تکبیرِ تحریمہ کہنے کے بعد نماز کے شروع میں یہ الفاظ پڑھا کرتے تھے۔" [مسلم: ٥٣٤] کتاب الصلوٰۃ نیز اس کے علاوہ بھی استفتاحِ نماز کی دعائیں احادیث میں آئی ہیں۔

⦿ سلام پھیر کر دائیں بائیں کے نمازیوں سے مصافحہ کرنا

⦿ جمعہ کی نماز ادا کر کے احتیاطی ظہر بھی پڑھنا

⦿ نوافل میں کسی خاص سورت یا آیت کو مخصوص تعداد میں پڑھنا

⦿ قضا عمری پڑھنا، یعنی ہر سال رمضان میں جمعہ کے روز پانچوں نمازوں کے فرائض ادا کر کے یہ سمجھنا کہ سال بھر میں جتنی نمازیں چھوٹیں ان کا ایک ساتھ کفارہ ادا ہو گیا۔

⦿ فرض نماز کے بعد ہمیشہ اجتماعی دعا کرنا۔

اجتماعی دعا کبھی کبھار کر سکتے ہیں، نیز کسی کے کہنے پر بھی اجتماعی دعا کی جاسکتی ہے۔

⊙ نماز کے بعد بلند آواز سے کوئی ذکر کرنا یا درود شریف پڑھنا۔

رسول اللہ ﷺ نے نماز کے بعد بہت سے اذکار کیے ہیں لیکن وہ سب زیرلب اور فرداً فرداً پڑھنا ثابت ہے۔ بلند آواز سے اور اجتماعی انداز میں پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے بعد پتا چلا کہ مسجد میں لوگ اجتماعی ذکر بلند آواز سے کر رہے ہیں تو انھوں نے ان لوگوں کو دھکے دے کر مسجد سے نکال دیا اور فرمایا کہ میں تم لوگوں کو بدعتی سمجھتا ہوں۔ [ابونعیم السلسلة الاحادیث الصحیحه، الجزء الاول، ص:٢١٦ بحواله اتباع السنه]

⊙ نماز جنازہ کے بعد میت کے لیے اجتماعی دعا کرنا۔

انفرادی دعا کر سکتے ہیں نیز تدفین کے بعد میت کی سوال وجواب کے وقت ثابت قدمی کی مندرجہ ذیل دعا کرنا چاہیے۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُ، اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ: اے اللہ اسے بخش دے، اے اللہ اسے ثابت قدم رکھ۔ [ابوداود:٣٢١٥ مستدرك حاكم :١/٣٧٠ حصن المسلم:١٦٤]

⊙ نمازِ تسبیح انفرادی طور پر پڑھ سکتے ہیں اس کی جماعت کرانا ثابت نہیں۔

⊙ کسی عورت کا جمعہ یا عید کی نماز پڑھانے کا اہتمام کرنا۔

عورت فرض نماز یا تراویح صف کے درمیان کھڑے ہو کر پڑھا سکتی ہے۔ جمعہ اور عید کی نماز وہ مرد امام کی قیادت میں ادا کر سکتی ہے، گو

جمعہ عورت پر فرض نہیں ہے اور عید کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی تاکید ہے کہ ہر چھوٹی بڑی، جوان، بوڑھی عورت عیدگاہ میں جائے۔ اگر عذر کی وجہ سے نماز نہیں پڑھنی تو بھی دعا میں شریک ہو۔ [صحیح بخاری، کتاب العیدین، باب خروج النساء والحیض الی المصلی]

⊙ صلوٰۃ غوثیہ پڑھنا:

جس کا طریقہ شیخ عبدالقادر جیلانی سے (دروغ برگردنِ راوی) نقل کیا گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جو شخص دو رکعت نماز پڑھے، ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھے اور سلام کے بعد سرکارِ دو عالم ﷺ پر درود بھیجے اور میرا نام لے کر اللہ سے دعا مانگے تو اس کی حاجت پوری ہوگی۔ ایک روایت میں ہے کہ گیارہ قدم بغداد کی جانب چل کر میرا نام لے کر دعا مانگے۔ [اخبار الاخیار مصنفہ عبدالحق محدث دھلوی بحوالہ شریعت وطریقت]

⊙ رجب میں صلوٰۃ الرغائب پڑھنا۔

⊙ ۱۲/ربیع الاوّل کو میلاد النبی منانا اور دو رکعت نماز پڑھنا

⊙ میت کی جو نمازیں قضا ہوگئی ہیں ان کا فدیہ ادا کرنا

⊙ روزے کا عذر کی حالت میں فدیہ ہے نماز کا فدیہ نہیں ہے۔

⊙ نماز پڑھ کر اس کا ثواب میت کو بخشنا:

میت کو صرف مالی عبادات کا ایصالِ ثواب کیا جا سکتا ہے۔ قولی عبادات کا ایصالِ ثواب کرنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں۔ [تفصیل کے لیے

دیکھئے، ''زندہ کا مردہ کے لیے ہدیہ'']

قوالی عبادات یعنی نماز، ذکر، تلاوت ان سب کا تعلق زبان اور دلی کیفیت سے ہے، دوسرے کے ادا کرنے کی صورت یہ فائدہ قطعًا حاصل نہیں ہوسکتا۔ نماز قولی عبادت ہے۔ اگر یہ دوسرے کے پڑھنے سے ادا ہو جاتی رو بیمار کے لیے یہ حکم ہوتا کہ اس کی جگہ تندرست پڑھ لے۔ جس طرح بیمار شخص کسی دوسرے کو کھانا دے کر اس روزے کا فدیہ ادا کرنے کا حکم ہے۔

اذان میں بدعات

- اذان سن کر عورتوں کا سر پر دوپٹہ لے لینا۔
- دوپٹہ عورت کے شرعی لباس کا حصہ ہے، اذان یا تلاوت اور نماز کے وقت اوڑھنے سے مخصوص نہیں ہے۔
- کسی مصیبت یا آفت کے موقع پر اذانیں دینا۔ ایسے وقت میں اللہ سے دعا کرنا چاہیے، جو آفت مقابلہ کر کے ٹالی جاسکتی ہے اس کا مقابلہ کرنا چاہیے جیسے دشمن کی طرف سے حملے کے وقت جوابی کارروائی وغیرہ۔
- اذان سے پہلے کوئی آیت یا کوئی صلوٰۃ وسلام وغیرہ پڑھنا۔
- جب موذن اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُوْلُ اللّٰہِ پر پہنچے تو انگوٹھے چوم کر آنکھوں کو لگانا۔
- اذان کی آواز سن کر ''صدقے یا رسول اللہ'' کہنا۔

قرآنِ حکیم سے متعلق بدعات

- آیات اور سورتوں کے خود ساختہ فضائل بتانا مثلاً: جو شخص چالیس دن

تک سورہ مجادلہ پڑھے اس کا رشتہ جلد طے ہو جائے گا۔ حمل کے دوران سورہ مریم پڑھنے سے وضعِ حمل میں آسانی ہوگی۔

سورتوں اور آیات کے صرف وہی فضائل بیان کرنے چاہئیں جو سنت سے ثابت ہیں۔

- گھر، دکان، فیکٹری وغیرہ میں برکت کے لیے قرآن خوانی کرانا یا یٰسین یا کوئی اور ذکر پڑھوانا۔
- پریشانی اور مصیبت میں قرآن خوانی کروانا۔

انفرادی طور پر قرآنِ حکیم کی تلاوت اطمینانِ قلب اور رفع آلام کا سبب ضرور ہے لیکن اجتماعی قرآن خوانی کرانا بدعت ہے۔

- گھر میں یا کار وغیرہ میں برکت اور تحفظ حاصل کرنے کے خیال سے قرآنی آیات، اسمائے حسنٰی یا لوحِ قرآنی وغیرہ لٹکانا۔
- تراویح میں ختمِ قرآن پر کھانے پینے کی تقریب کرنا۔
- رمضان میں شبینہ کی محافل منعقد کرنا۔
- محافل قرأت کا اہتمام کرنا۔

رسول اللہ ﷺ نے خوش الحانی سے قرآنِ حکیم پڑھنے اور سننے کو پسند کیا ہے لیکن سامعین کو اکٹھا کر کے ملک اور بیرونِ ملک سے نامور قراء کو بلانا سر، ہاتھ اور بازو ہلا ہلا کر قراء کو دادِ تحسین دینا درست نہیں۔ یہ ایک مشاعرے کی صورت بن جاتی ہے جو قرآنِ حکیم کے احترام کے منافی ہے۔ یاد رہے کہ تدریسی ضرورت کے پیشِ نظر طلبہ کا مل بیٹھ کر

قرآنِ حکیم یاد کرنا یا طلبہ میں مسابقت اور حوصلہ افزائی کے لیے قرأت کروانا درست ہے۔

- مردے کی راہداری کے لیے سورہ بقرہ پڑھنا۔
- میت کے دفن کے وقت اس کے سرہانے اور پائنتی کھڑے ہو کر سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی آخری آیات تلاوت کرنا...... یا سورہ ملک یا کسی اور سورت کی تلاوت کرنا اس وقت میت کے لیے دعائے مغفرت کی جا سکتی ہے۔
- قبر پر چالیس دن تک قرآنِ حکیم پڑھنا۔
- ایصالِ ثواب کے لیے ختمِ قرآن کروانا اور سیپارے تقسیم کرنا۔
- بسم اللہ کا قرآنِ پاک ختم کرنا۔
- جنات قابو کرنے کے لیے قرآن کی بعض سورتیں یا آیات پڑھنا۔
- شادی کے وقت دلہا دلہن کو قرآن کے سائے میں گزارنا۔
- قرآنِ حکیم کا غلاف دھوتے ہوئے اس کا پانی زمین پر بہانے یا گٹر میں گرانے کو بے ادبی خیال کرنا۔
- یٰسین مبینوں کے ساتھ پڑھنا۔
- صرف آیاتِ [illegible]ہ کی تلاوت کر کے دعا مانگنا۔
- سورہ فاتحہ کی تلاوت اس طرح کرنا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی میم الحمد کے ساتھ جوڑی جائے۔
- حروفِ مقطعات کو لوحِ قرآنی کے نام سے گھروں اور گاڑیوں میں

لٹکانا۔

⊙ قرآنِ حکیم کی آیات کے نقش یا تعویذ بنا کر مختلف حاجات کے لیے جسم پر باندھنا یا گھول کر پینا یا دیواروں پر لٹکانا۔

⊙ 1x1 انچ سائز کا قرآن پاک برکت کے لیے پرس میں رکھنا:

⊙ کسی گندم کے دانے، برتن، کاغذ وغیرہ پر قرآنِ پاک صرف اپنا فن دکھانے کے لیے لکھنا۔

دراصل قرآن پاک، حادثات، بیماریوں، جادو سے بچاؤ کے لیے کسی نقش یا تعویذ یا آلے کے طور پر نازل نہیں ہوا۔ پڑھنے، سمجھنے اور عمل کرنے کے لیے نازل ہوا ہے۔ لہٰذا قرآنِ پاک کی کتابت ایسے قط میں ہونی چاہیے کہ ایک تندرست بینائی والا شخص دیکھ کر تلاوت کر سکے۔

⊙ تلاوت کے بعد صدق اللہ العظیم کہنا۔

دعا میں بدعات

⊙ گٹھلیوں، کنکریوں، باداموں، چنوں اور تسبیح وغیرہ پر کوئی کلمہ، آیت یا سورت پڑھنا۔

⊙ جنازہ کے بعد اجتماعی دعا کرنا۔

میت پر جنازے کے بعد ﷺ نے اجتماعی دعا نہیں کرائی بلکہ نمازِ جنازہ پوری میت کے لیے دعا ہے البتہ انفرادی طور پر بغیر ہاتھ اٹھائے میت کے لیے مغفرت کی دعا کی جا سکتی ہے۔

- مردے کے لیے ہر آنے والے شخص کا اور تمام حاضرین کا ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھنا۔
- ہر دعا میں ہاتھ اٹھانا ضروری سمجھنا۔

رسول اللہ ﷺ نے صرف نمازِ عید، نمازِ استسقٰی اور خطبہ جمعہ میں ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کی۔

- خود ساختہ دعائیں پڑھنا:

صرف وہی دعا ایک ہی لفظوں میں ہمیشہ پڑھنا مشروع ہے جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں یا وہ قرآنِ حکیم میں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ کسی کی بھی بنائی ہوئی یا ترتیب دی ہوئی دعا کو بطور دعا پڑھنا درست نہیں۔ البتہ مطالعہ کرتے ہوئے یا کسی شخصیت کا تذکرہ کرتے ہوئے یا لکھتے ہوئے اس شخصیت سے منقول دعا کے الفاظ لکھے اور مطالعہ کیے جاسکتے ہیں۔ اگر اتفاقاً کسی شخص کی دعا کے الفاظ اپنی دعا کرتے ہوئے زبان پر آجائیں تو کوئی حرج نہیں۔ ہمارے یہاں دعائے جمیلہ، دعائے عکاشہ، دعائے گنج العرش، دعائے سریانی، عہد نامہ ہفت ہیکل، شش قفل وغیرہ سب خود ساختہ ہیں۔

- خود ساختہ درود پڑھنا:

مسنون درود کے علاوہ کوئی عبارت درود سمجھ کر پڑھنا بدعت ہے۔ دورد تاج، درود لکھی، درود ہزارہ، درود اکبر، درود ماہی، درود تنجینا وغیرہ کے ایسے ایسے فضائل بیان کیے جاتے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ نیز

ان میں شرک بھی پایا جاتا ہے۔

یاد رہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نظم یا نثر پیرائے میں کسی بھی زبان میں تعریف کرنا نعت کہلاتا ہے۔ بشرطیکہ اس میں شرک وکفر اور بے ادبی کے الفاظ نہ ہوں۔ اس لحاظ سے اگر کوئی اپنے الفاظ میں رسول اللہ ﷺ کی تعریف کرتا یا سلام وصلوٰۃ کہتا ہے تو یہ نعت ہے درود نہیں ہے اسے بطورِ وظیفہ نہیں پڑھا جاسکتا۔ جس درود کے پڑھنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں، دس گناہ مٹتے ہیں، دس درجے بلند ہوتے ہیں وہ مسنون درود ہے۔

⊙ رسول اللہ ﷺ سے روایت کی گئی دعاؤں اور درود کے الفاظ میں تبدیلی کرنا یا اپنی طرف سے لفظ بڑھانا:

براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''جب تم اپنے بستر پر آؤ تو نماز کی طرح کا وضو کرو پھر دائیں کروٹ پر لیٹ جاؤ اور یہ دعا پڑھو۔''

اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ وَجْھِیَ اِلَیْکَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ وَاَلْجَاتُ ظَھْرِیْ اِلَیْکَ رَغْبَةً وَّرَھْبَةً اِلَیْکَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَأَ مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ، اَللّٰھُمَّ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ .

''اے اللہ! حصولِ ثواب کے شوق اور عذاب کے ڈر سے میں نے اپنا آپ تیرے حوالے کیا، اپنے معاملات تیرے سپرد کردیے اور تیرا سہارا لے لیا، تیرے علاوہ میری کوئی جائے پناہ اور ٹھکانا نہیں، یا اللہ!

میں تیری نازل کردہ کتاب پر اور تیرے بھیجے ہوئے نبی پر ایمان لایا۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم اسی رات مر جاؤ تو اسلام پر مرو گے پس روزانہ اس دعا کو اپنا آخری کلام بنایا کرو۔'' براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''میں نے دعا یاد کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے سامنے دہرائی اور جب نبیک پر پہنچا تو یوں کہا ورسولک۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ وَنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ کہو۔

[بخاری، کتاب الوضوء، باب فضل من بات علی الوضوء]

⊙ جو دعا یا الفاظ جہاں پڑھنے کی تاکید کی گئی ہے وہاں کوئی اور کلمہ یا لفظ پڑھنا۔ بلال بن یساف کہتے ہیں ہم سالم بن عبید کے پاس تھے کہ ایک آدمی نے چھینک ماری اور کہا السلام علیکم۔ سالم رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں کہا وعلیک وعلی امک (تجھ پر اور تیری ماں پر بھی سلام) پھر کہا جو میں نے کہا شاید تجھے یہ ناگوار لگا ہو۔ اس آدمی نے کہا میری خواہش تھی کہ آپ میری ماں کا اچھے الفاظ میں تذکرہ کرتے۔ سالم رضی اللہ عنہ نے کہا سنو میں نے یہ جواب اس لیے دیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک آدمی نے چھینک ماری اور السلام علیکم کہا تو جواب میں رسول اللہ ﷺ نے بھی یہی جواب دیا، وعلیک وعلی امک۔ پھر آپ ﷺ نے اسے بتایا جب چھینک مارو تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہو۔ راوی کہتے ہیں آپ نے بعض

دیگر حمد کے کلمات کا بھی ذکر کیا اور فرمایا چھینک والے کے پاس جو شخص موجود ہو اسے یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہنا چاہیے اور چھینکنے والے کو پھر یَغْفِرَ اللہ لَنَا وَلَکُمْ کہنا چاہیے۔[سنن ابی داود، مشکوٰۃ المصابیح للالبانی، الجزء الثالث، ح: ۴۷۴۱۔ اتباع السنہ از محمد اقبال کیلانی]

ایک آدمی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں چھینک ماری تو کہا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ. عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ تو میں بھی کہتا ہوں (یعنی مجھے اللہ کی تعریف کرنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنے میں کوئی اعتراض نہیں) لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یوں سکھایا ہے۔ چھینک کے بعد ہم کہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ یعنی ہر حال میں اللہ کا شکر ہے۔[صحیح سنن ترمذی للالبانی، الجزء الثانی، ح: ۲۲۰۰۔ بحوالہ اتباع السنہ]

⊙ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ننانوے ناموں کا ورد کرنا:

دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسمائے حسنٰی کے بارے میں فرمایا کہ اللہ کے ایک کم سو نام ہیں جو ان کو یاد کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ [بخاری، کتاب التوحید۔ مسلم: ۲۰۶۳] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام اللہ کے اسماء کے مقابلے میں کسی نے بنائے اور پھیلا دیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض توصیفی نام قرآنِ حکیم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں آئے ہیں۔ لیکن انہیں بطور وظیفہ یا ذکر یا دعا کے پڑھنا بدعت ہے۔

⊙ دعا میں کسی نبی، بزرگ، ولی وغیرہ کا وسیلہ اختیار کرنا اور بجاہِ فلاں ......

بحرمتِ فلاں ...... فلاں کے صدقے ...... فلاں کے طفیل ...... فلاں کے واسطہ ...... کہہ کر دعا کرنا:

انبیاء کرام اور رسول اللہ ﷺ کی مانگی ہوئی ہر مشکل اور ہر موقعے کے لیے دعائیں موجود ہیں لیکن آپ ﷺ نے کہیں بھی کسی کا واسطہ اختیار نہیں کیا۔ دعا کرتے وقت اپنے کسی نیک عمل کا وسیلہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔ دیکھئے [صحیح بخاری، کتاب الادب، با اجابة دعا من بر الوالدین] کسی زندہ آدمی سے کہہ کر اپنے لیے دعا کروانا درست ہے لیکن کسی آدمی کا واسطہ دے کر دعا کرنا درست نہیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اس حالت میں مرا کہ دعا میں اللہ کے سوا کسی کو شریک کرتا تھا وہ آگ میں داخل ہوگا۔'' [بخاری، کتاب الایمان والنذور، باب اذا قال واللہ لا اتکلم الیوم]

رمضان، روزے اور اعتکاف کی بدعات

- رمضان سے ایک دن پہلے شک کا روزہ رکھنا:

رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کیا ہے البتہ جو شخص معمول کے مطابق روزے رکھتا چلا آ رہا ہو وہ رکھ سکتا ہے۔ [اللؤلؤ والمرجان]

- روزہ رکھنے کی نیت وَبِصَوْمِ غَدٍ نَوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ پڑھ کر جس کا مطلب ہے میں کل کے رمضان کے روزے کی نیت کرتا ہوں۔

- رمضان میں جو کچھ خرچ کریں اس کا حساب نہیں ہوگا:

اس مفروضے کی وجہ سے بعض لوگ سال بھر کے دس دس ،بارہ بارہ جوڑے بنا لیتے ہیں اور جی بھر کر خریداری کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ رمضان ہو یا غیر رمضان کمائی، خرچ، علم اور وقت کا بڑا سخت حساب دینا پڑے گا۔

- شبینہ کرانا۔
- اجتماعی شب بیداریاں کرنا۔
- مسلسل نفلی روزے رکھتے چلے جانا اور اسے باعثِ ثواب سمجھنا۔
- چپ کا روزہ رکھنا۔
- روزہ رکھ کر دھوپ میں کھڑا ہونا۔
- شب برات منانا۔
- شبِ معراج کا روزہ رکھنا (تفصیل کے لیے دیکھئے شب معراج اور رجب کے کونڈے)
- جمعۃ الوداع کا عام جمعہ کی نسبت زیادہ اہتمام کرنا۔
- اجتماعی اعتکاف کرنا:

اعتکاف کا مطلب ہے مخلوق سے کٹ کر اللہ سے تعلق بڑھانے کے لیے مسجد میں بیٹھنا۔ اجتماعی اعتکاف سے یہ مقصد پورا نہیں ہوتا۔

- اعتکاف میں لوگوں سے منہ چھپانا۔
- اعتکاف سے اٹھنے والے کے لیے مسجد میں جانا، اسے ہار پہنا کر لانا، تحفے دینا۔

حج کی بدعات

- لوگوں سے مانگ کر حج کے لیے جانا حج تو فرض ہی تب ہوتا ہے جب خرچ اپنے پاس موجود ہو۔
- طواف کے ہر چکر کے ساتھ مخصوص دعائیں پڑھنا۔
- لوگوں کو دھکے دے کر حجرِ اسود تک پہنچنے کی کوشش کرنا۔
- مکہ مکرمہ کے تاریخی مقامات کی زیارت کو لازمی سمجھنا یا حج کا حصہ سمجھنا۔ ان جگہوں پر نوافل پڑھنا، منت ماننا، وہاں کی مٹی اور پتھر اٹھا کر لانا۔ ان جگہوں کو دعا کی مقبولیت کے مقامات سمجھنا۔

  صرف تاریخی مقامات سمجھ کر ان جگہوں پر جایا جاسکتا ہے۔
- مسجد نبوی کی زیارت کو حج کا ایک حصہ سمجھنا:

مسجد نبوی میں نماز ادا کرنے کی نیت سے سفر کر کے اس کی طرف جانا مشروع ہے لیکن اسے حج کا حصہ سمجھنا درست نہیں۔ چوں کہ بیرونِ ملک سے لوگ ویزے اور کرائے کی تکلیف برداشت کر کے سعودی عرب جاتے ہیں اس لیے سہولت کی خاطر یہ پاکستانیقانون ہے کہ جو حج کرنے جائے اسے مدینہ منورہ بھی کچھ دنوں کے لیے جانے کی اجازت دیتے ہیں۔ اگر کوئی صرف حج کر کے واپس آنا چاہے تو اس کا حج ہو جائے گا۔

- مسجد نبوی میں چالیس نمازیں پوری کرنا سنت سمجھنا۔

- بیت اللہ شریف کے کبوتروں کو ڈالنے کے لیے دانے بھیجنا یا ان کے پیسے بھیجنا۔
- مسجدِ نبوی کے دروازوں اور دیواروں سے برکت حاصل کرنے کے لیے اپنے کپڑے ان کے ساتھ مس کرنا، ساتھ جسم کو لپٹانا۔
- حج سے واپسی پر تحائف لانے اور دینے کو حج کا حصہ سمجھنا اور وہاں کی ہر چیز مثلاً کپڑے جوتے تسبیح وغیرہ کو متبرک سمجھنا۔
- حاجی کا حج پر جانے سے پہلے دیگیں پکا کر ختم دلانا، لوگوں کا حاجی کو تحائف دینا۔
- ہار پہنا کر حاجی کا جلوس کی شکل میں استقبال کرنا۔

میت، جنازے اور قبر سے متعلق بدعات

- میت کو غسل دیتے وقت کلمہ یا کوئی اور دعائیں پڑھنا۔
- میت کے لیے قرآن خوانی کرانا، راہداری کے لیے سورہ بقرہ پڑھنا، گٹھلیوں پر پڑھ کر ایصالِ ثواب کرنا۔
- نعت خوانی کرانا، بلند آواز سے کلمہ پڑھنا۔
- پختہ قبر بنانا، قبر پر پھول، سہرے، چادریں ڈالنا، چراغاں کرنا، عرس لگانا، قبر پر چلہ کاٹنا، تختی لگانا، قبر پر جا کر فاتحہ پڑھنا، ہر سال قبر پر مٹی ڈالنے کا اہتمام کرنا۔
- کفن یا میت کے اوپر ڈالنے والی چادر پر کلمہ شہادت، کوئی آیت، کوئی سورت، عہدہ نامہ یا کوئی اور عبارت لکھنا یا لکھ کر کفن کے اندر رکھنا۔

- نوجوان لڑکا یا لڑکی بغیر شادی کیے فوت ہو جائے تو اسے دلہا یا دلہن کی طرح بنا سنوار کر دفن کرنا۔

عشق رسول ﷺ سے متعلق بدعات

- رسول اللہ ﷺ کے نام محمد (ﷺ) پر انگوٹھے چومنا۔

جب کہ درست یہ ہے کہ آپ کا نام مبارک سن کر درود پڑھا جائے۔

[صحيح سنن الترمذی للالبانی، الجزء الثالث: ۲۸۱۱]

- میلاد النبی منانا۔
- ربیع الاول میں درود کا خاص اہتمام کرنا۔
- المدینہ المدینہ کہہ کر مراقبہ کرنا اور سمجھنا کہ اس طرح مدینہ کی زیارت کر آتے ہیں۔
- سبز یا کالی پگڑی یا کالی چادر کو اس لیے پہننا کہ یہ سنت رسول ہے۔
- نومولود لڑکوں کو مخنثوں سے لوری دلوانا اور یہ سمجھنا کہ رسول اللہ ﷺ کو بھی حلیمہ سعدیہ لوری دیتی تھیں اس لیے اسے باعث برکت سمجھنا۔
- نعرہِ رسالت "یارسول اللہ" کہہ کر نعرے لگانا۔
- "یا محمدؐ" کے طغرے لٹکانا۔
- حق چار یار کے نعرے لگانا۔
- درود وسلام پڑھتے ہوئے یا نعت پڑھتے ہوئے یہ عقیدہ رکھنا کہ رسول اللہ ﷺ حاضر و ناظر ہیں خود تشریف لے آئے ہیں۔
- رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کے مقابلے میں کسی امام، ولی، فقیہ یا کسی

بزرگ کی بات کو زیادہ اہمیت دینا۔

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا ''ہم یہودیوں سے کچھ باتیں سنتے ہیں جو ہمیں اچھی لگتی ہیں کیا ان میں سے بعض لکھ لیا کریں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اپنے دین کے بارے میں شک میں مبتلا ہو (کہ یہ ناقص ہے) جس طرح یہود ونصاریٰ اپنے دین کے بارے شک میں پڑے تھے حالاں کہ میں ایک واضح اور روشن شریعت لے کر آیا ہوں اگر آج موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو میری پیروی کیے بغیر ان کے لیے بھی کوئی چارہ کار نہ ہوتا۔ [مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، فصل الثانی، اتباع السنہ]

رسول اللہ ﷺ کی محبت اور آپ ﷺ کی اتباع انھیں کس قدر عزیز تھی اور وہ معمولی باتوں میں بھی سنت کے خلاف کچھ برداشت نہیں کرتے تھے جس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ عمارہ بن رویبہ بشر بن مروان کو (مروان حاکمِ وقت کا بیٹا) جمعہ کے خطبہ کے دوران منبر پر دونوں ہاتھ اٹھاتے دیکھا تو انھوں نے کہا ''اللہ خراب کرے ان دونوں ہاتھوں کو میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس سے زیادہ کرتے نہیں دیکھا اور اپنی انگشتِ شہادت سے اشارہ کیا۔'' [مسلم، کتاب الجمعہ، باب تخفیف الصلوۃ والخطبہ]

عبداللہ بن مغفل کا بھتیجا کنکریاں پھینک رہا تھا۔ انھوں نے بھتیجے سے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ایسا کرنے سے نہ تو شکار ہوسکتا ہے نہ دشمن کو نقصان پہنچایا جاسکتا ہے البتہ کسی کا دانت ٹوٹ سکتا ہے یا آنکھ

پھوٹ سکتی ہے۔ لہٰذا ایسا مت کرو۔ بھتیجے نے دوبارہ کنکریاں پھینکنا شروع کر دیں تو عبداللہ بن مغفل نے کہا، میں نے تجھے بتایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے اور تو پھر وہی کام کر رہا ہے جاؤ میں تجھ سے اب کبھی بات نہیں کروں گا۔ [صحيح سنن ابن ماجه للالبانى، الجزء الاول، ح:١٧]

امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں: لوگو! دین میں اپنی عقل سے بات کرنے سے بچو اور سنت کی پیروی لازم کرلو جو سنت سے ہٹا تباہ ہو گیا، میری رائے صرف رائے ہے، حجت صرف سنت ہے۔ [الميزان للشعرانى]

امام احمد فرماتے ہیں: جس نے سنت کو رد کر دیا وہ ہلاکت کے کنارے کھڑا ہے۔

امام شافعی فرماتے ہیں: جب صحیح حدیث مل جائے تو وہی میرا مذہب ہے۔ حدیث مل جائے تو میرا قول دیوار پر دے مارو۔

امام مالک فرماتے ہیں: میں بشر ہوں میرا قول صحیح بھی ہوتا ہے غلط بھی۔ اس میں غور کیا کرو سنت کے مطابق ہو تو قبول کرو ورنہ چھوڑ دو۔"

[كتاب العلم للعبد البر]

- ڈھول چمٹے اور ساز کے ساتھ نعتیں اور قوالیاں گانا۔
- جو کام رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیثوں سے ثابت نہیں ان کو بھی سنت رسول سمجھنا، اسے لوگوں میں سنت کی حیثیت سے متعارف کرانا:

آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے جان بوجھ کر جھوٹ میری طرف منسوب کیا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ [صحيح مسلم، مقدمة الكتاب]

جشن، تقریبات اور تہواروں سے متعلق بدعات

⊙ شب معراج منانا۔

⊙ رجب میں کوئی خاص عبادت مثلاً نماز، روزہ، شب بیداری یا تہوار نہیں ہے۔

⊙ عید میلاد النبی منانا۔ جلوس نکالنا، نعتیں گانا، غرض میلاد النبی سے متعلق ہر رسم بدعت ہے۔

⊙ صفر کے مہینے کی منحوس سمجھنا۔

⊙ رجب کے کونڈے بھرنا۔

⊙ عاشورہ محرم منانا، ماتمی لباس پہننا، سبیلیں لگانا، ختم دلانا، مرثیہ خوانی کرنا۔

⊙ محرم کو سوگ کا مہینہ سمجھنا اور اس میں کوئی خوشی کا کام نہ کرنا۔

تصوف، ولایت اور خدا رسیدہ شخصیات کے متعلق

⊙ بزرگوں کے آثار سے تبرک حاصل کرنا۔ ⊙ منکے، تسبیحیں، کڑے، چھلے، مندریاں پہننا۔ ⊙ مراقبہ کرنا، خرقہ پہننا۔ ⊙ صوفیانہ یا جوگیانہ لباس پہننا۔ ⊙ حال اور وجد میں آنا۔ ⊙ چلہ کشی کرنا۔ ⊙ مزاروں پر چڑھاوے چڑھانا، چادر چڑھانا۔ ⊙ پھول سہرے چڑھانا۔ ⊙ لنگر تقسیم کرنا۔ ⊙ دیگیں یا کھانے کسی مزار پر جا کر تقسیم کرنا۔ ⊙ بزرگوں کا شجرہ نسب پڑھ کر اس سے دعا کی قبولیت سمجھنا۔

⊙ تصوف کی اصطلاحات وحدت الوجود، وحدت الشہود، حلول، فنا فی الشیخ،

فنا فی الرسول، فنا فی اللہ، علمِ لدنی، عالمِ ناسوت، عالمِ لاہوت، عالمِ جبروت، عالمِ ملکوت، سکر، صحو، منازلِ سلوک، سلوک اور طریقت، نقش بندی، سہروردی، چشتی، قادری، مزار، مقبرہ، درگاہ، آستانہ عالیہ، حلول وغیرہ سب بدعت ہیں۔

⊙ کوئی جاہل ہو یا عالم، بغیر یہ دیکھے کہ وہ علم دین سے کتنا واقف ہے اس کا عمل سنت کے مطابق بھی ہے یا نہیں اس پر ''نیک، عالم، متقی، پیر، بزرگ، خدا رسیدہ، کرنی والی سرکار، ولیِ کامل کا لقب چسپاں کر دینا۔''

دراصل اللہ تعالیٰ نے عزت کا معیار تقویٰ کو قرار دیا ہے۔ فرمایا:

﴿ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ﴾ [الحجرات:۱۳]

''بے شک اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو پرہیز گار ہے۔''

تقویٰ کا مطلب ہے، اللہ تعالیٰ کے خوف کے باعث اس کی منع کردہ باتوں سے رک جانا اور جن کاموں کا اللہ نے حکم دیا ہے انھیں بجا لانا۔ اگر کسی کو حقیقت میں ایسا شخص سمجھیں تو یہ بھی اس کا ظاہری معاملہ ہے باطن کی خبر صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ لہٰذا اس کے بارے بھی صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے علم کی حد تک وہ متقی ہے۔ نیز اس کی عزت صرف انسان سمجھ کر کرنا چاہیے نہ کہ کوئی انسانوں سے بلند مرتبے کی حامل شخصیت سمجھ کر۔ نیک، ولی، خدا رسیدہ، بزرگ وغیرہ کا خود ساختہ معیار مقرر کرنا شرک بھی ہے بدعت بھی۔

⊙ کسی پاگل، شرابی، بدنظر، بے نماز، جاہل، گالی گلوچ کرنے والے، ہندو، جوگیوں، ملنگوں، چرسیوں، انگریزوں کا حلیہ رکھنے والے، ناچ رنگ، قوالیوں، ڈھول دھمال کے رسیا، عورتوں میں بیٹھنے والے، گندا رہنے والے، قرآن وسنت سے بے تعلق رہنے والے کو بزرگ، ولی، خدا رسیدہ سمجھنا۔

⊙ کسی کو ولی، خدا رسیدہ سمجھ کر قبلہ وکعبہ کہنا جب کہ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کے لیے منتخب گھر ہے۔ کسی کو پیرانِ پیر (پیروں کا بھی پیر) اعلیٰ حضرت (بہت بلند پایہ ہستی) گنج بخش (خزانے بخشنے والا) شکر گنج (شکر کے خزانوں والا) پاک دامن (گناہوں سے بے عیب) آقائی ومولائی (میرا مالک، میرا مشکل کشا) فیض عالم (پوری دنیا کو فیض یاب کرنے والا) قدس سرہٗ (اس کا باطن یا اندر بھی مقدس، پاک اور بے عیب ہے) وغیرہ کہنا۔

⊙ جس شہر میں یہ ''خدا رسیدہ'' رہتے ہوں اس شہر کا شریف یا پاک کے سابقے کے ساتھ نام لینا مثلاً گولڑہ شریف، حجرہ پاک، درگاہ شریف، شرقپور شریف، جلالپور شریف، کیلیانوالہ شریف، پاک پتن۔

⊙ ان خود ساختہ ''بزرگوں'' سے منسوب ہر چیز کو محترم اور بابرکت قرار دینا اور اس کا ذکر بھی اسی نسبت سے کرنا مثلاً نعلین پاک، عمامہ شریف، عصا پاک، لعاب پاک، قبر پاک، حلیہ مبارک، مزار شریف، کنواں شریف وغیرہ۔

دراصل یہ ساری نسبتیں صرف رسول اللہ ﷺ کی ذات کے حوالے

سے درست ہیں اگر آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور کے ساتھ انہیں تصور کیا جائے اور اس کا اظہار کیا جائے تو یہ ''شرک فی الرسالت'' ہے اور عقیدہ ختم نبوت کے منافی۔

◉ اپنے خیال کے مطابق ''خدا رسیدہ'' اور کرنی والی سرکاروں کو مجذوب، ملنگ، درویش، صوفی، قطب، ابدال، قلندر، پیر، مرشد وغیرہ ایسے نام دینا جن کا قرآن وحدیث میں اشارہ تک نہیں ملتا۔

◉ ''بزرگوں'' سے ارادت اور عقیدت کو باعثِ سعادت اور وجہِ نجات سمجھنا۔

◉ ''بزرگوں'' سے توسل چاہنا یعنی ان کی نسبت اور وسیلے سے نجات، دعا کی قبولیت اور آفات سے بچاؤ سمجھنا۔

◉ ''بزرگوں'' کے فوت ہونے پر ان کے لیے وفات اور موت کے الفاظ کی بجائے یہ کہنا کہ وہ واصل بحق ہوگئے۔ مراد یہ کہ حق (اللہ) ہی کا ایک حصہ تھے۔ لہٰذا اللہ سے جا کر مل گئے۔ نعوذ باللہ یہ الفاظ شرکیہ اور حلولیہ عقیدہ کے ہیں۔ یا یہ کہنا کہ ''پردہ فرما گئے'' مراد یہ کہ وہ مرے نہیں صرف ہماری گنہ گار آنکھوں سے اوجھل ہوئے ہیں ورنہ ان کا فیض اسی طرح جاری ہے جس طرح ان کی زندگی میں جاری تھا۔ اللہ کو پیارے ہو گئے'' کہنا غرض یہ الفاظ بھی شرک پر مشتمل ہیں۔

◉ اپنے زعم میں کسی ''نیک، بزرگ، اور ولی'' کے ہاتھ عقیدت اور ثواب سمجھ کر چومنا بدعت ہے۔

⦿ ''بزرگوں'' کی جوتیاں سیدھی کرنا ثواب اور عقیدت کی بنا پر درست نہیں۔ البتہ قرآنِ حکیم اور حدیث کا علم سکھانے والے استاد کی شاگرد جوتیاں سیدھی کرے یا والدین کی تو یہ درست ہے۔

⦿ ''بزرگوں'' کے برابر بیٹھنے کی بجائے ان کے قدموں میں یا ان کی نشست سے نچلی جگہ پر بیٹھنا۔

رسول اللہ ﷺ صحابہ کو اتنے محبوب تھے کہ انھوں نے آپ ﷺ کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے وطن، مال، گھربار، رشتے دار، ماں باپ اور اولاد تک چھوڑ دیے۔ جانیں پیش کردیں لیکن انھوں نے بھی تعظیم کا یہ طریقہ اختیار نہیں کیا۔

⦿ ''بزرگوں'' کی تعظیم کے لیے کھڑے ہونا۔

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ صحابہ کرام کو کوئی بھی محبوب نہ تھا۔ لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب آپ ﷺ کو دیکھتے تو آپ ﷺ کے لیے کھڑے نہ ہوتے۔ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے لیے کسی کے کھڑے ہونے کو ناپسند کرتے تھے۔ [سنن ترمذی، حسن صحیح حدیث]

لہٰذا جب آپ ﷺ کے لیے کھڑا ہونا درست نہیں تو پھر اب کسی کی بھی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا درست نہیں۔ البتہ مہمان یا کسی رشتہ دار یا استاد کی آمد پر آگے بڑھ کر مصافحہ کرنا یا گلے ملنا یا ان کا سامان پکڑ لینا، یا ان کا ہاتھ تھام کر انھیں نشست تک اظہارِ محبت اور استقبال کا جائزہ طریقہ ہے۔

کشف، الہام یا خوابوں پر دین کی بنیاد رکھنا

اللہ تعالیٰ نے دین مکمل کردیا اور رسالت کا دروازہ بھی ہمیشہ کے لیے بند کردیا۔ اب اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اسے کشف یا الہام ہوا ہے یا خواب میں فلاں کام کا حکم ہوا ہے لہٰذا لوگ اس حکم کے مطابق کرنے کے پابند ہیں یا جسے خواب آیا یا کشف اور الہام ہوا وہ اس حکم کے مطابق کرنے کا پابند ہے تو یہی شریعت سازی ہے اور یہی دعویٰ رسالت ہے۔ نیز خواب میں دیے گئے حکم کو سچا سمجھنے والے بھی اسی شرک کا ارتکاب کرتے ہیں۔

خواب صرف خواب ہے۔ اس کی تعبیر تو کی جاسکتی ہے لیکن اس پر کسی دینی حکم کی بنیاد ہرگز نہیں رکھی جاسکتی۔

❁❁❁❁

کیا تفہیم و تدریس کے ذرائع بدعت ہیں؟

دین کی تدریس اور تفہیم کے لیے جو ذرائع اور علوم اختیار کیے جائیں وہ بدعت کے زمرے میں نہیں آتے۔ کیوں کہ وہ ذرائع و وسائل ہیں نہ کہ اصل مقصود بشرطیکہ ان ذرائع و وسائل میں کوئی حرام ذریعہ شامل نہ ہو، مثلاً جاندار کی تصویر، مخلوط ماحول وغیرہ۔

لغت کا استعمال، عرب کے جاہلی شعرا کے کلام سے الفاظ کا مطلب جاننے میں مدد لینا، فنِ تجوید، اصولِ قواعد، اصولِ تفسیر، اصولِ حدیث، علوم الحدیث، اسماء الرجال، اصولِ فقہ، دیگر زبانوں میں قرآن و حدیث کا ترجمہ۔ نیز اساتذہ کا پڑھاتے ہوئے آسانی کے لیے اصطلاحات وضع کرنا یہ سب بدعت نہیں بلکہ ذرائع و وسائل ہیں۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ جب تدریس اور تعلیمِ دین کے لیے یہ سب درست ہے تو پھر تصوف اور اس کی اصطلاحات اور طریق کار طے کرنے اور سنت سے ہٹ کر اس کے اصول و قواعد وضع کر لیے گئے تو وہ بدعت کیوں کر ہوئے؟

دراصل بات یہ ہے کہ بدعت کی تعریف یہ ہے کہ حصولِ ثواب، حصولِ برکت، قبولیت دعا، آخرت میں نجات، حصولِ شفاعت یا میت کے ایصالِ ثواب کے لیے سنت سے ہٹ کر کوئی کام کیا جائے یا سنت میں کمی بیشی کر لی

جائے جب کہ تدریس اور تفہیم دین کے لیے نئی اصطلاحات وضع کرنے میں ان میں سے کوئی بات بھی پیشِ نظر نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے امور جو تعلیم وتدریس کی ضرورت کے تحت کیے جائیں بدعت نہیں۔ لیکن تعلیم وتدریس کے بجائے حصولِ ثواب وغیرہ کی نیت سے کیے جائیں تو بدعت ہے۔ مثلاً اجتماعی قرآن خوانی کرنا بدعت ہے لیکن پوری جماعت کو ایک جگہ بٹھا کر قرآنِ حکیم پڑھانا یا بچوں کا ایک جگہ بیٹھ کر یاد کرنا بدعت نہیں تدریسی ضرورت ہے۔ وقس علی ھذا القیاس

سنت وبدعت کے موضوع پر بعض مفید کتب

- بدعات اوران کا شرعی پوسٹ مارٹم از احمد بن حجر، قاضی دوحہ
- اتباع السنہ — از محمد اقبال کیلانی — حدیث پبلی کیشنز، شیش محل روڈ۔ لاہور
- سبیل الرسول — ازمولانا صادق سیالکوٹی — مکتبہ نعمانیہ
- اتباع محمد — از رانا محمد اسحاق — ادارہ اشاعتِ اسلام
- صراطِ مستقیم کے تقاضے — شیخ الاسلام ابن تیمیہ
- تفہیم سنت — ازنسیم اکرم ججہ — مطبوعہ دار السلام لاہور
- ائمہ سلف اوراتباع سنت — از امام ابن تیمیہ — طارق اکیڈمی
- دین کا اصل بگاڑ غلو — ازمولانا عبدالغفار حسن طارق اکیڈمی
- بارانِ توحید — از امیر حمزہ — مطبوعہ دارالاندلس
- بدعات سے دامن بچایئے از شاہ اسماعیل شہید — مطبوعہ دارالاندلس
- بدعت کی حقیقت — ازشمیم احمد سلفی — مطبوعہ مکتبہ محمدیہ
- نبی کریم سے محبت اور اس کی علامتیں از ڈاکٹر فضل الٰہی

⊙ بدعات اور ان کا تعارف

⊙ بدعات ورسوم کی تباہ کاریاں — از مولانا عبدالسلام رحمانی

⊙ یہ کیسی دین داری ہے — از شمس الدین پیرزادہ

⊙ سنت اور بدعت کی کشمکش — از مولانا ماہر القادری وتابش مہدی

⊙ سنت اور بدعت — از مولانا سیف الرحمٰن الفلاح

⊙ ردِ بدعات — از حافظ عبداللہ روپڑی

⊙ اتباع الرسول — از مولانا خالد گرجاکھی

⊙ سنت کیا ہے؟ — از مولانا عاصم الحدّاد

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں حوضِ کوثر پر تمہارا پیش رو ہوں گا۔ جس نے حوضِ کوثر کا پانی ایک بار پی لیا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ وہاں کچھ لوگ ایسے بھی آئیں گے جنہیں میں پہچانوں گا (اور سمجھوں گا کہ یہ میرے امتی ہیں) اور وہ مجھے پہچانیں گے (کہ میں ان کا رسول ہوں) پھر ان کو میرے پاس آنے سے روک دیا جائے گا۔ میں کہوں گا کہ یہ تو میرے امتی ہیں (پھر انہیں کیوں روکا جا رہا ہے) مجھے بتایا جائے کہ آپ ﷺ نہیں جانتے ان لوگوں نے آپ کے بعد کیسی کیسی بدعتیں (دین میں ثواب سمجھ کر نئے کام) رائج کیے۔ میں کہوں گا۔ سُحقًا سُحقًا غیّر بعدی ”دوری ہو، دوری ہو ایسے لوگوں کے لیے جنہوں نے دین کو بدل دیا۔“ (بخاری، ابواب صفۃ القیامۃ: ۱۹۸۸)